رجسٹرڈ انگلش نمبر

شرح چندہ
سالانہ ... [illegible]
ششماہی ... [illegible]
سہ ماہی ... [illegible]

قیمت پرانا پرچہ ۴ر

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر ۱۸۵۰

شرح چندہ
سالانہ ... [illegible]
ششماہی ... [illegible]
سہ ماہی ... [illegible]

قیمت فی پرچہ ۲ر

جلد ۵ | ۲۹ شہریور ۱۳۵۴ ف | ۲۵ شعبان ۱۳۶۴ھ | ۴ اگست ۱۹۴۵ء شنبہ | نمبر ۱۶

ترکی اور روس کے تعلقات

تاریخی پس منظر

انیسویں صدی کے وسط میں سلطنت عثمانیہ، روس، برطانیہ، فرانس اور آسٹریا دنیا کے بڑے دول میں شمار کئے جاتے تھے۔ سلطنت عثمانیہ جس کو زار روس نکولس نے "مرد بیمار یورپ" سے تعبیر کیا تھا بعض داخلی اور خارجی وجوہ کی بنا پر انحطاط پذیر تھی۔ اس کے انتشار سے اس کے شمالی اور مغربی ہمسائے یعنی روس اور آسٹریا کا بڑا فائدہ تھا۔ ۱۸۳۳ء میں ترکی نے مصر کے باغی گورنر محمد علی کے خلاف اول الذکر روس سے فوجی اور بحری امداد طلب کی۔ اس طرح جب سلطنت عثمانیہ میں روس کا اثر بڑھنے لگا اور درۂ دانیال میں اس کو بحری مراکز حاصل ہوگئے تو دوسرے مغربی دول میں تردد پیدا ہونے لگا۔ فرانس پر جواب [illegible] کی تائید اور مدد کے باعث اتحاد پیدا ہوگیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۸۴۱ء میں معاہدہ لندن کانفرنس میں سلطنت عثمانیہ کے موافق طے پایا اور ترکی سے روس کے اثرات زائل ہوگئے۔

روس کی اس طرح اتفاقی پسپائی ۱۸۵۴ء کی جنگ کا باعث ہوئی جس میں متحدین یعنی برطانیہ، فرانس اور اٹلی نے روس کو شکست دیکر ۱۸۵۶ء کے معاہدہ پیرس کے ذریعہ جو تحدید اور روس کے مابین ہوا تھا یہ طے پایا کہ آئندہ سے روس کے ان جہازوں کے لئے جو بحر اسود میں متعین ہیں درۂ دانیال کا راستہ قطعاً بند کردیا جائے گا۔ یہی مقصد تھا جس کے لئے برطانیہ، ترکی، فرانس اور برطانیہ میں اتحاد قائم کرنے کی کوشش کی تھی۔ روس کو جو سیاسی اور فوجی نقصان اٹھانا پڑا وہ اس قدر بھاری تھا کہ اس نے اس معاہدہ کی تنسیخ کے لئے فوری کوشش شروع کردی۔ روس کو یہ موقع ۱۸۷۰ء میں ہاتھ آیا جبکہ اس نے آسٹریا سے ایک خفیہ سمجھوتہ کے ذریعہ سلطان ترکی کی مسلمانی رعایا کے محافظ کی حیثیت اختیار کرلی اور ایک جنگ چھیڑ دی جو ۱۸۷۸ء کی برلن کانفرنس پر ختم ہوئی۔ برلن کانفرنس میں جو معاہدہ طے پایا اس کی رو سے ۱۸۵۶ء کے معاہدہ کی وہ دفعات منسوخ کردی گئیں جو درۂ دانیال سے متعلق تھیں اور بحر اسود کے تحت روسی بحری بیڑہ کو درۂ دانیال سے گزر جانے کا راستہ مل گیا۔

برلن کانفرنس میں جبکہ برطانیہ کی لاتعداد مادی فائدہ حاصل کرنے کا اپنے دفاع کو بچانے میں مصروف تھی روس نے ترکی سے بعض علاقے حاصل کئے۔ باطوم کو ایک آزاد بندرگاہ قرار دیا گیا۔ ۱۹۱۴ء میں ترکوں نے روسی فوجوں کو شکست دے کر علاقہ کو دوبارہ قبضہ کرلیا۔ بہرحال جنگ ۱۹۱۴ء کے اختتام پر اور جنگ کے بعد تعلقات میں ایک [illegible] جمہوریت قائم ہوگئی جس نے جمہوریہ ترکی کے خلاف اعلان جنگ کردیا۔ ۱۹۲۰ء میں ترکوں نے آرمینیا کو جو ایک سویٹ جمہوریت تھی شکست دے دی اور اس سے بعض اضلاع واپس لے لئے مگر باطوم سویٹ روس کے قبضہ ہی میں رہا۔ اس طرح ترکی کے بعض علاقے چالیس سال کے بعد اس کو واپس مل گئے۔

درۂ دانیال کے مسئلہ پر کانفرنس غور و خوض

اور صورت حال پر نظر ثانی کرنے کے بعد ۱۹۲۳ء میں لوزان کانفرنس میں ایک سمجھوتہ ہوگیا۔ ۱۹۳۶ء کے ہنگامہ خیز حالات کے پیش نظر ترکی نے متعلقہ دول کے آگے یہ مسئلہ بحث کے لئے پیش کیا۔ اس بحث کا نتیجہ ۱۹۳۶ء میں میثاق مانٹرو کی صورت میں نمودار ہوا جس کی رو سے تمام ممالک کے تجارتی جہاز درۂ دانیال سے گزر سکتے ہیں۔ اس وقت سے ترکی اس بحری راستہ کے محافظ کی حیثیت سے اس میثاق کے شرائط کی پوری طرح پابندی کرتا رہا۔ لیکن ۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۵ء کے دوران میں یونان، بلغاریہ اور رومانیہ میں جرمنی کے ہوائی مراکز قائم ہوجانے کی وجہ سے روس اور متحدین کے جہاز اس بحری راستہ سے گزر نہیں سکتے تھے اگرچہ درۂ دانیال ہر قوم کے تجارتی جہازوں کے لئے کھلا ہوا تھا۔ میثاق مانٹرو کی رو سے ترکی اسی وقت تک مؤثر ہوسکتی ہے جبکہ ترکی غیر جانبدار رہے۔ لیکن اگر ترکی جنگ میں شریک ہو جائے تو اس کو یہ اختیار ہے کہ ان غیر جانبدار ممالک کے جہازوں کا داخلہ روک دے جن سے اس کے دشمنوں کو مدد مل سکتی ہے۔ جنگ کے زمانہ میں اگر ترکی غیر جانبدار رہے تو ان ممالک کے جہاز جو شریک جنگ ہیں درۂ دانیال سے نہیں گزر سکتے

(بقیہ صفحہ [illegible])

مملکت ہفتہ وار

جلد ۵	۲۹ر شہریور	نمبر ۱۶

برطانوی حکومت کی تبدیلی اور حیدرآباد کا موقف

برطانیہ میں عمالی حکومت کا برسر اقتدار آنا موجودہ دور میں ہندوستان کے لئے ایک اہم واقعہ ہے۔ یہ تصور کہ موجودہ عمالی حکومت بھی مسٹر چرچل کی ٹوری حکومت کی طرح ہندوستان کی حد تک اپنی پیشرو حکومتوں کے نقش قدم پر چلے گی صحیح نہیں ہے۔ گزشتہ پندرہ سال میں دنیا نے کئی ایک انقلابات دیکھے ہیں۔ برطانوی پارلیمنٹ میں مزدور پارٹی کی غیر معمولی اکثریت انہی انقلابات کا نتیجہ ہے۔ ہندوستان کی حد تک اس پارٹی کے اہم اراکین میں کانگریسی پروپگنڈے کے زیر اثر ایک خاص ذہنیت پیدا ہوگئی ہے جو ریاستوں کے لئے اور مسلمانوں کے لئے بھی خطرے سے خالی نہیں۔

مسلم لیگ کی بہ نسبت ہم پر کہیں زیادہ ہے۔ وہ اعمالنامہ آپ پیدا کرے گی۔ اور اگر کرسکے تو بھی وہ آج کی منظم ہے کہ ہر ایسے دستور کو جس کی تشکیل میں اس کی رضامندی شامل نہ ہو وہ مسترد کرسکتی ہے۔ لیکن ریاستوں کا موقف اس مسئلہ میں کمزور ہے۔ اس کمزوری کی وجہ یہ نہیں ہے کہ ریاستیں نمائندہ کار نہیں بلکہ وجہ یہ ہے کہ ریاستوں نے اپنے نقطۂ نظر، اپنی مشکلات اور اپنے اچھے کارناموں کو دنیا پر آشکار کرنے کی کوئی منظم اور مسلسل کوشش نہیں کی۔ دنیا انہیں برا بھلا کہتی ہے اور وہ خاموش رہتی ہیں۔ اور ان کی خاموشی کو ان کی کمزوری اور بے بسی کے ثبوت میں بآسانی پیش کیا جاسکتا ہے۔ ریاستوں کے مسائل پر دو نقطۂ نظر سے غور کیا جاسکتا ہے:۔

(۱) ریاستوں کے تعلقات برطانوی ہند کی حکومت یا دیگر اقطاع ہند سے کیا ہوں؟

(۲) ریاستوں کے تعلقات خود اپنی رعایا سے کیا ہوں؟

ان ہر دو مسائل میں ریاستوں کی غلطیاں کم لیکن ان سے متعلق غلط فہمیاں زیادہ ہیں جنہیں دور کرنے کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ صحیح واقعات منظر عام پر لائے جائیں اور مخالفانہ پروپگنڈے کا جو زیادہ تر دروغ بیانی پر مبنی ہے انسداد کیا جائے۔

بمبئی میں رؤسائے ہند کے حالیہ اجتماع کے موقع پر اس خصوص میں ضرور کچھ توجہ کی گئی لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ مملکت آصفیہ کا ان انتظامات پر منحصر کرنا یا انہیں کافی سمجھنا صحیح نہ ہوگا۔ اس لئے ہم حکومت سرکار عالی کی خدمت میں درخواست کریں گے کہ وہ حیدرآباد کے تاریخی اور روایاتی موقف اس کے حقوق اور اس کے کارناموں کی ———— بالخصوص ان کارناموں کی جن کا تعلق رعایا کی عام فلاح و بہبود سے ہے ———— اس طرح تشہیر کرے کہ ارباب برطانیہ و امریکہ جو فی الوقت شدید غلط فہمیوں کا شکار ہیں اچھی طرح اس حقیقت سے واقف ہوجائیں کہ حیدرآباد کا حکمراں وہی کرتا ہے جو رعایا کے عین مفاد میں ہوتا ہے اور گو دستوری اصطلاح میں حیدرآباد میں ذمہ دارانہ حکومت نہ ہو لیکن عملاً حیدرآباد بہترین جمہوری حکومت کے فوائد سے متمتع ہوتا رہا ہے اور یہاں کی حکومت ان خرابیوں سے پاک ہے جو پارلیمانی جمہوریت کا جزو لاینفک ہیں۔ برطانیہ کی عمالی حکومت نیز برطانیہ اور امریکہ کی رائے عامہ کو یہ بتلانے کی ضرورت ہے کہ ہندوستان کی ریاستوں میں جو طرز حکومت رائج ہے وہ اہل ہند کے مزاج کے مطابق ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ان حکومتوں سے بھی غلطیاں سرزد ہوئی ہیں اور خود غرضیاں کام کرتی رہیں لیکن دنیا کی کوئی حکومت ان خرابیوں سے پاک نہیں ہے۔ مثال کے طور پر یہ بتلایا جاسکتا ہے کہ خود کانگریسی حکومت کے دور میں مختلف صوبجات ہند میں مظالم ہوئے، رشوت ستانی ہوئی، اقربا نوازی اور احباب نوازی کا دور دورہ رہا۔ ہم کسی کو مطعون کرنا نہیں چاہتے لیکن جب مملکت آصفیہ کے مخالفین اس کو ہدف ملامت بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنے آپ کو ترقی پسند اور عوام کے دوست ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو مدافعت خود اختیاری کے تحت ضروری ہے کہ عامہ کو دھوکہ سے بچانے کی خاطر حیدرآباد کو بھی اپنی سنائی کرنی پڑے گی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ برطانیہ میں عمالی حکومت کے برسر اقتدار آنے کا پہلا ردعمل یہاں یہی ہونا چاہئے کہ ہم اپنے آپ کو دنیا کے سامنے صحیح رنگ میں پیش کریں۔ اور نہ صرف اپنی ظاہری اور اپنے رفاہی کاموں سے دنیا کو روشناس کریں بلکہ ان مشکلات اور قیود کا بھی ذکر کریں جن کی وجہ سے حیدرآباد ترقی کا وہ درجہ حاصل نہ کرسکا جو وہ استحقاق کے طور پر حاصل کرسکتا تھا۔ اگر کوئی ہم سے دریافت کرے کہ حیدرآباد کی ترقی کی راہ میں اہم رکاوٹیں کیا ہیں؟ تو ہم دو امور کو بلا خوف تردید پیش کرسکتے ہیں:—

(۱) پیراماؤنٹسی کی مداخلت اور حکومت ہند کا یہ نظریہ کہ حیدرآباد کی سیاسی اور معاشی ترقی حکومت ہند کے مفاد کے منافی ہے۔

(۲) حیدرآباد میں ایک ایسی جماعت کا وجود جو عددی اکثریت کی مدعی ہے اور جس نے ہوس اقتدار کے جذبہ سے مغلوب ہوکر حیدرآباد میں فرقہ واریت کے زہریلے اثرات پھیلائے اور اپنے اغراض کی تکمیل کے لئے برطانوی ہند کے متعصب اخبارات اور اداروں کی مدد طلب کی۔

ہماری یہ غور کردہ رائے ہے کہ اگر یہ دو عناصر کارفرما نہ ہوتے تو حیدرآباد سیاسی اور معاشی اعتبار سے ایک بلند مقام حاصل کرلیتا۔ یہ اور اسی قبیل کے دیگر حقائق کا پرچار وقت کی اہم ضرورت ہے۔

غلطی کس کی تھی؟

بمبئی کرانیکل مورخہ ۲۰ر جولائی میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ حیدرآباد کے ایک افسر کو تعطیلات میں بمبئی میں سفر کرتے ہوئے کسی شخص کو گرفتار کیا اور بمبئی کے چیف پریسیڈنسی مجسٹریٹ کے اجلاس پر پیش کیا گیا

... بیٹ ... نے یہ کہ جو شخص ڈکو کو پا کر وا کر گرفتار ... تی۔

... سمجھا کہ اس میں حیرت بھی ہوئی اور ... حکومت نظام حیدرآباد کے مابین ایک معاہدہ ... کی رو سے ایک علاقہ کے مفرور اشخاص ... علاقہ میں گرفتار کئے جاسکتے ہیں۔ اگر حیدرآباد سے بھیجے ہوئے افسر پولیس نے کوئی ایسی ... کی ہے جو خلاف ضابطہ یا خلاف معاہدہ ... تو افسر مذکور یا اس کے افسر اعلیٰ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اس نے ایسی کاروائی کیوں بے ضابطہ ... کیوں کی۔ اور یہ عہدہ دار قابل باز پرس ہیں کیونکہ اس واقعہ سے حیدرآباد کے وقار کو ضرر پہنچتا ہے۔ لیکن اگر افسر پولیس کی کاروائی قانونی ... ہے اور معاہدہ کے مطابق تھی اور ... اس مسئلہ میں تسامح ہوا ہے تو مسئلہ ... حکومت حیدرآباد کو چاہئے کہ ایسی فریقہ سے حکومت ہند کو اس جانب متوجہ کرے اور آئندہ کے لئے ایسے واقعات کا سد باب کرے۔ حیدرآباد کی آئینی حیثیت اتنی کافی بلند ہے کہ اس کی جانب سے کی ہوئی قانونی کاروائی کا ہندوستان کی کسی عدالت میں غیر قانونی قرار پانا اہل حیدرآباد کے لئے تکلیف دہ ہے ہمیں امید ہے کہ حکومت سرکاری ... مسئلہ کی پوری چھان بین کرے گی اور اپنی ... کے بعد ایک پریس نوٹ کے ذریعہ عوام کی تشفی کا سامان مہیا کرے گی۔

فضیلت مآب سے اپیل

چند ہفتے قبل اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ صدر المہام بہادر مال نے تعلقدار صاحبان کی ایک کانفرنس اس غرض سے منعقد کی تھی کہ ان سے اسکیم اصلاحات کے جلد از جلد نفاذ میں مدد لی جائے۔ ہم صدر المہام بہادر کو اس مستحسن اقدام پر مبارکباد دیتے ہیں۔ اب جبکہ جنگ کے بادل چھٹ چکے ہیں زیادہ جو تاخیر کی فرض کے مترادف سمجھا جاتا۔ لیکن رائے دہندوں کا رجسٹر تیار کرنا ان کی حلقہ بندیوں کا تعین کرنا اور آراء شماری کے طریقے اور لائحہ عمل کو مقرر کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ اس کے لئے کم از کم ایک سال درکار ہوگا۔ دوسری مشکل یہ ہے کہ جب تک مجالس مقامی تعلقاتی کمیٹیاں اور بلدیات کی تشکیل باقاعدہ انتخابات کے ذریعہ عمل میں آجائے مجلس مقننہ ... وجود میں نہیں آسکتی۔ اب تک مجلس بلدیہ کا جدید قانون منظور ہو کر نافذ نہیں ہوا جس کے لئے ایک کافی مدت درکار ہوگا۔ اس لئے ہماری یہ رائے ہے کہ پہلی مجلس مقننہ نامزدگی کے ذریعہ وجود میں لائی جائے۔ ازروئے ... بہتر یہ ہے کہ مختلف مفادات اور عوامی اداروں کو موقع دیا جائے کہ وہ اپنے بہترین نمائندوں کی فہرستیں حکومت کے پاس پیش کریں اور حکومت اسکیم اصلاحات کی روشنی میں ان فہرستوں سے ارکان کو چن لے۔ ... ایسا کہ اس طریقے سے جو مجلس مقننہ تشکیل پائے گی وہ آئین ... اور تجربہ کار ارکان پر مشتمل ہوگی اور اپنا کام بلا تاخیر جدید دستور کے نافذ کرسکے گی۔ ہم فضیلت مآب نواب سر مہدی یار جنگ بہادر سے پر زور اپیل کرتے ہیں کہ وہ ہماری اس تجویز پر غور فرمائیں۔ اس تجویز میں فوائد زیادہ ہیں اور نقصان کچھ نہیں۔ وقت کو ضائع کرنا اور حالت تعطل کو برقرار رکھنا قرین مصلحت نہیں۔

ہیمہ سوختنی کی قیمت

محکمہ رسد سے حسب ذیل اعلامیہ جاری ہوا ہے
سررشتہ جنگلات کی جانب سے امر کا اعلام ہوا ہے کہ شہر کے جلاؤ فروش ... مورخہ ... شہریور ... ۲۵ ... جلاؤ کی لکڑی فی روپیہ (۲۵) سیر کے حساب سے فروخت کریں اور ... کم سے (۳۰) سیر کے حساب سے لکڑی فروخت ہوگی اگر عاملین کو جلاؤ فروشوں سے شکایت ہو یا انہیں حسب بالا مقدار میں لکڑی نہ ملے تو ڈاکٹر غلام محی الدین صاحب اسپیشل افسر فراہمی ہیمہ سوختنی و نیز نظامت جنگلات کو مطلع کریں۔ موصوف کا ٹیلیفون نمبر (۳۶۶۸) ہے۔

قومی وثیقہ پس اندازی

حیدرآباد ۲۰ ۲ شہریور۔ محدود استطاعت رکھنے والے اشخاص جو بیک وقت قومی وثیقہ پس اندازی (۱۰) روپیہ خرید سکتے ہوں ان کی سہولت کے مد نظر ... ٹکٹ قومی پس اندازی ... جاری کئے گئے ہیں۔ ... ادائی محصول کے لئے کام آسکیں گے بلکہ ان کا مقصد یہ ہوگا کہ عوام قلیل رقوم سے ان ٹکٹوں کو وقتاً فوقتاً خریدیں اور جب دس روپیہ کے ٹکٹ جمع ہوجائیں تو ان کے بدلے ٹپہ خانہ سے اسی قیمت کا ایک قومی وثیقہ پس اندازی حاصل کریں۔

جب کوئی شخص پہلی دفعہ ٹکٹ خریدے گا تو اس کو ٹپہ خانہ سے ایک کارڈ بھی بلا قیمت دیا جائے گا، تاکہ وہ ان ٹکٹوں کو اس پر چسپاں کر ... اور جب ... تو اس پر چسپاں کرتا ہے۔ یہ کارڈ خاص طور پر اسی مقصد کے لئے بنایا گیا ہے اور اس میں دس روپیہ کی قیمت کے ٹکٹ چسپاں کرنے کی گنجائش رہی ہے۔ جب کارڈ پر پورے دس روپیہ کی قیمت کے ٹکٹ چسپاں ہو جائیں تو کسی مجاز سیونگس بینک ٹپہ خانہ کے روبرو پیش کرنے پر ٹپہ خانہ اس کی قیمت کا قومی وثیقہ پس اندازی جاری کرے گا۔ یہ ٹکٹ جملہ ٹپہ خانہ جات مجاز سیونگس بنک سرکار عالی سے خریدے جاسکتے ہیں۔

(محکمہ اطلاعات)

اشتہار

در عدالت ... مقدمہ ... باجلاس مولوی ...

روداد ... امر کشنا وغیرہ ڈگریداران بنام چنتہ پرہ ہنما ریڈی وغیرہ مدیونان

دعویٰ تعمیل ڈگری

بنام۔ چنتہ پرہ ہنما ریڈی ولد چندا ریڈی قوم ریڈی پیشہ زراعت ساکن موضع ... تعلقہ ... مدیون ڈگری و ولی اطفال چنتہ ... و چنتہ چندا ریڈی مدیونان۔

ہرگاہ مقدمہ ہذا میں بعد پیشی سازی درخواست تعمیل جانب ڈگریداران تمہارے نام متعدد مرتبہ تمہارے مقامات سکونتی ... تعلقہ ... کے پتہ پر سمن روانہ کئے گئے مگر کوئی سمن تعمیل نہیں پایا بلکہ اس عذر سے واپس آئے کہ مقامات مذکورہ پر نہیں ہیں۔ اس لئے حسب استدعا ڈگریداران بذریعہ اشتہار تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ تم تاریخ ... بوقت ... خود حاضر عدالت ہذا ہو کر اگر کوئی وجہ تعمیل نہ ہونے ڈگری کے رکھتے ہو تو پیش کرو ورنہ بعد عدم حاضری کاروائی ... عمل میں آوے گی۔

شہر ...

مہر ... سررشتہ دار

شملہ کانفرنس کی ناکامی اور اس کے نتائج

از

وی۔ بی۔ کارنک

شملہ کانفرنس ناکام ہوگئی۔ ناکامی کے اسباب سے متعلق بہت سی چیزیں کہی جا رہی ہیں۔ بہرحال اصل وجہ یہ تھی کہ کانگریس اور لیگ کے مابین سمجھوتہ نہ ہو سکا۔ وائسرائے کا مسلم لیگ کے مطالبہ کو قبول نہ کرنا کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا کیونکہ اگر اس مطالبہ کو کانگریس قبول کر لیتی تو وائسرائے کے لئے انکار کی گنجائش نہیں تھی۔ وائسرائے کا انکار درحقیقت نتیجہ تھا کانگریس کی شدید مخالفت کا۔

اس میں شک نہیں کہ کانگریسی قائدین ویول اسکیم کو قبول کرنے کے لئے بالکل آمادہ تھے لیکن اب شملہ کانفرنس کی ناکامی کے بعد یہی لیڈر یہ شور مچا رہے ہیں کہ اصول کو قربان نہیں کیا جا سکتا۔ جب کانگریس نے شملہ کانفرنس میں شرکت پر رضامندی ظاہر کی تو گویا اس نے وہ شرائط بھی قبول کر لئے جو ویول کی نشری تقریر میں ظاہر کئے گئے تھے۔ ان شرائط میں ایک شرط یہ تھی کہ اونچی ذات کے ہندوؤں اور مسلمانوں میں مساوات رکھی جائے گی اور یہ سمجھا جا رہا تھا کہ کانگریس ہندوؤں کے نام پیش کرے گی اور لیگ مسلمانوں کے نام۔ اگرچہ وائسرائے نے اپنی تقریر میں ہندوؤں اور مسلمانوں کی مساوات کا ذکر کیا تھا لیکن اپنی تقریر کے اختتام پر یہ کہا کہ تاوقتیکہ سیاسی جماعتیں متفق نہ ہو جائیں موجودہ کونسل برقرار رہے گی۔

مسٹر جناح کے نزدیک مساوات سے مراد کانگریس اور لیگ کی مساوات تھی۔ وہ اس بات پر راضی نہیں ہو سکتے تھے کہ مسلم کو نامزد کرنے کا حق کانگریس کو دیا جائے۔ فرقہ واری مسئلہ بنیادی طور پر سیاسی مسئلہ بن گیا ہے۔ چونکہ پاکستان کی تحریک فرقہ وارانہ مسئلہ کی بنیاد ہے اس لئے اس کی سیاسی نوعیت خارج از بحث ہے۔ اس سیاسی تصادم میں کانگریس اور مسلم لیگ سیاسی جماعتوں کی حیثیت سے متصادم ہیں۔

اگر کانگریسی قائدین حقیقت پسند ہیں تو وہ لیگ کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ سالہا سال تک وہ لیگ کو نظر انداز کرنے کی کوشش کرتے رہے لیکن لیگ نشو و نما پاتی رہی۔ آج یا تو کانگریس کو لیگ سے سمجھوتہ کرنا چاہئے یا ملک کی حکومت برطانیہ کے ہاتھ میں چھوڑ دینا چاہئے۔ جب کانگریسی قائدین نے شملہ کانفرنس کی کامیابی کے لئے اپنی بے چینی کا اظہار کیا تو سمجھا جا رہا تھا کہ اس نے حقیقت پسندانہ نقطہ نظر اختیار کر لیا ہے۔ لیکن وقار کا سوال حقائق پر غالب آ گیا۔

مکمل آزادی کے علمبرداروں نے جب شملہ کانفرنس میں شرکت کی دعوت کو قبول کر لیا تو انہیں بہت سی چیزیں برداشت کرنی پڑیں۔ انہیں تاج اور پارلیمنٹ کے تفوق کو برداشت کرنا پڑا۔ انہیں ویول کی قیادت تسلیم کرنی پڑی۔ انہیں تسلیم کرنا پڑا کہ وہ اونچی ذات کے ہندوؤں کے نمائندے ہیں۔ اگر وہ یہ سب چیزیں تسلیم نہ کرتے تو شملہ کانفرنس میں شریک ہی نہ ہوتے۔ ہندوستان چھوڑ دو کا نعرہ لگانے والوں نے یہ سب چیزیں کیوں تسلیم کیں اس کی ضرور کوئی وجہ ہوگی۔ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے کھوئے ہوئے وقار کو پھر حاصل کرنا چاہتے تھے۔ وہ یہ سب چیزیں برداشت کر سکتے تھے مگر ایک چیز یہ برداشت نہ کر سکے کہ مسلمانوں کے نام پیش کرنے کا حق لیگ کو حاصل ہے۔ شملہ کانفرنس کی ناکامی کی اصل وجہ یہی ہے۔ کانگریسی لیڈروں نے کسی شخص کو اس شبہ میں نہیں رکھا کہ وہ مسلم لیگ کے مطالبہ کو کبھی قبول نہیں کر سکتے۔ اگر مسٹر جناح وائسرائے کی اس تجویز کو قبول کر لیتے کہ ایک یونینسٹ مسلمان شریک کر لیا جائے تو تب بھی کانگریس اس تجویز کو قبول نہ کرتی۔ اس سوال کے جواب میں کہ اگر کوئی کانگریسی مسلمان کونسل میں شریک نہیں کیا گیا تو پھر کانگریس کا کیا نقطہ نظر ہوگا۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے کہا کہ اگر کوئی ایسی چیز کانگریس پر عائد کی جائے جس کی وجہ سے اس کی حیثیت ہندو جماعت کی ہو جائے تو کانگریس اس موقف کو کسی قیمت پر بھی قبول نہیں کرے گی۔ خضر حیات خان نے بھی اپنے ایک صحافتی بیان میں کہا ہے کہ موجودہ گفت و شنید اس لئے ناکام رہی کہ لیگ اور کانگریس کے مابین بعض بنیادی اختلافات ہیں۔ یہ اختلافات کرپس کی تجاویز کے وقت بھی نمودار ہوئے اور گاندھی جناح گفت و شنید کے وقت بھی۔ اس لئے اس کانفرنس کی ناکامی کی وجہ یہ نہیں ہے کہ کونسل میں کسی پنجابی مسلمان کی شرکت پر زور دیا گیا تھا۔

اس طرح شملہ کانفرنس کی ناکامی کے اسباب وضاحت کے ساتھ ہمارے سامنے آ جاتے ہیں۔ ناکامی کی وجہ کانگریس اور لیگ کے بنیادی اختلافات ہیں۔ یہ اختلافات کیا ہیں اور ان کو دور کرنے کے کیا [illegible] ہیں!

اصل اختلافات پاکستان کی تحریک سے متعلق ہیں۔ مسلم لیگ کا دعویٰ ہے کہ مسلمان ایک علیحدہ قوم ہیں اور انہیں شمال مغربی اور شمال مشرقی ہندوستان میں جہاں ان کی اکثریت ہے ایک علیحدہ مملکت [illegible] دینے کا حق ہے۔ اس مطالبہ پر مسلم لیگ مضبوطی سے قائم ہے اور اس سے کسی قیمت پر دست بردار ہونے تیار نہیں۔ تاوقتیکہ کانگریس یہ مطالبہ قبول نہ کر لے لیگ اور کانگریس کے مابین سمجھوتہ نہیں ہو سکتا۔

ایک زمانہ تھا جبکہ کانگریس اس مطالبہ پر غور کرنے تیار نہیں تھی بلکہ اس کا مضحکہ اڑاتی تھی۔ وہ زمانہ اب گزر چکا۔ کانگریس کو اس مطالبہ پر سنجیدگی سے غور کرنا پڑا اور غور کرنے کے بعد کانگریس اس کو قبول کرنے تیار نہیں ہوئی۔ اس کے دو وجوہ ہیں۔ اولاً کانگریس کو اپنے اُن ارکان کے جذبات کا احترام ملحوظ رکھنا پڑا جن کی اکثریت تھی یعنی ہندو۔ اس کے علاوہ کانگریس کے اکثر کارکن ہندو سماج کے متوسط طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگر کانگریس کوئی ایسا قدم اٹھائے جو اس کے کارکنوں کے عقائد کے خلاف ہو تو اس کا اندیشہ ہے کہ یہ سارے کارکن ہندو مہاسبھا میں چلے جائیں۔ یہی وہ وقت ہے جس کی وجہ کانگریس کی ہائی کمانڈ کوئی ایسا قدم نہیں اٹھا سکتا جو اس کے کارکنوں کو ناراض کر دے۔ اس کے علاوہ کانگریسی کارکنوں کے عقائد بدلے بھی نہیں جا سکتے کیونکہ یہ عقائد قرون وسطیٰ کے مذہبی [illegible] فلسفیانہ نظریات کا نتیجہ ہیں۔

دوسری وجہ نصب العین سے متعلق ہے۔ کانگریس کا ادعا ہے کہ وہ ایک قومی ادارہ ہے۔ وہ ایک قوم کے تصور کی پرستش کرے اور سارے ہندوستانیوں کو ایک قوم سمجھنے پر مجبور ہے۔ جو ادارہ ایسے تصور پر [illegible] ہو وہ دو اقوام کے نظریہ کو کس طرح قبول کر سکتا ہے۔ کانگریس [illegible] اپنے بقا کے لئے اس کو [illegible] چاہئے [illegible] کے مابین ایک ناقابل عبور خلیج حائل ہو گئی ہے۔ لیگ سے اسی وقت سمجھوتہ کر سکتی ہے جبکہ وہ ایک قوم کا نظریہ ترک کر دے۔ کیا یہ کانگریس کے لئے ممکن ہے؟

دوسری متبادل صورتیں بھی ہیں لیکن ان پر کانگریس غور کرنے تیار نہیں۔ کانگریس چاہے آپ کو ایک ایسا عوامی ادارہ بنا سکتی ہے جس کا مطمح نظر [illegible] کی سماجی، معاشی، اور سیاسی ترقی ہو۔ مگر ایسی صورت میں کانگریس کو ایک قوم کا نظریہ ترک کرنا پڑے گا کیونکہ اس کو قومی جدوجہد کے بجائے سیاسی جدوجہد میں حصہ لینا پڑے گا۔ کانگریس کی موجودہ تنظیم [illegible]

بقیہ صفحہ [illegible]

اسلام کا عجیب و غریب کرشمہ

عالمی نظام نو کی بنیاد

از جناب حامد علی صاحب بی اے (الہ آباد)

جب زمانہ ابتدائی منزلیں طے کر رہا تھا، برف پوش دنیا، یورپ سردی سے ٹھٹھر کر کانپ رہے تھے، سرزمین عرب سرسبز اور شاداب مرغزاروں اور گھنے جنگلوں سے معمور تھی، بڑی نہروں سے سیراب ہو رہی تھی۔

یکایک زمین نے اپنے محور پر گھومتے گھومتے کروٹ بدلی اور ایک ایسی انگڑائی لی کہ زمانہ کا رخ پلٹ گیا، موسم اور آب و ہوا بدل گئے، برف پگھلی، یورپ نے زندگی کی سانس لی۔ اور اس کا کڑا ہوا۔

خطۂ عرب ویران ہو گیا۔ نسیم اور سبک ہوائیں سموم کے جھونکوں میں بدل گئیں۔ بارش نے منہ موڑ لیا۔ ندیاں سوکھ گئیں، تر و تازہ میدان اور سبزہ زار اجڑ گئے، سرسبز اور لہلہاتے چمن زاروں کو جلتی ہوئی ریت نے ڈھک لیا۔

دنیا نے عرب کو بھلا دیا۔ کئی صدیاں سکوت اور خاموشی میں گزر گئیں۔ گرد و پیش سے نئے تمدن نشو و نما پائے، عہد شباب کو پہونچے اور فنا ہو گئے۔ دولت و ثروت نے کئی شہروں کو مالا مال کیا۔ عظیم الشان سلطنتیں بنیں اور بگڑ گئیں۔ دجلہ اور فرات کے زرخیز کناروں پر بابل اور نینوی کی حکومتوں نے فروغ پایا، ایران نے دنیا میں اپنی سطوت، یونان کی داوری میں، مصر کا تمدن اور فراعنہ کا جاہ و حشم افسانہ بن گیا، بحیرۂ روم کے ساحلوں پر کنعان اور رومۃ الکبریٰ کی وسیع سلطنتوں نے تمام دنیا میں ہلچل مچا دی۔

جزیرہ نمائے عرب زمانہ کی گرم بازاریوں سے بے نیاز الگ رہا۔ اس درجہ گمنام کہ سوائے کسی مصیبت زدہ سیاح کے جو راستہ بھٹک کر اس طرف آ نکلتا، متمدن ممالک اس سے بالکل بیگانہ رہے۔ سمندر کے پرخطر راستوں کو عبور کر کے جو ہندوستان اور افریقہ کی دولت مصر اور روم کے بیوپاریوں سے تو اہم ... ہاتھی دانت، گرم مصالحہ اور صندل کی تجارت کرنے کے لئے آتے، بجز ریگستانوں کے درمیان چھپے ہوئے بڑے بڑے شہروں کا سراغ دیتے۔ یہ سب مسافروں کی کہانیاں تھیں مگر روم کی عظیم الشان سلطنت کا جدید کشور کشا بھی نکل گیا۔ قیصر آگسٹس کے حکم سے والی مصر نے لشکر

تھی، مسیح میں چڑھائی کی لیکن بیان کیا تھا۔ جلتی ہوئی ریت کے جنگل، میدان خشک، سنگلاخ، جس کے دامن پر سبزہ کا نشان تک نہیں۔ سینکڑوں سپاہی پیاس کی شدت اور گرمی کی حدت سے اس ویرانہ میں سپرد خاک ہوئے۔

عرب کو آزاد وحشی زندگی کی زنجیروں میں نہ آسکا، روما کا دست آہن ناکام رہا۔ تپتی ہوئی ریت اور دہکتی آب و ہوا نے اس پراسرار خطۂ زمین پر ایسا خوف کا پردہ ڈال دیا کہ روما اور یونان کے شیر دل سورماؤں کے بے درد بازو اس کو فتح نہ کر سکے۔ کرۂ ارض پر صرف یہی ایک خطہ کبھی حکومت غیر کے داغ سے بدنما نہ ہوئے۔

بادیہ عرب گمنام دنیا سے الگ رہا۔ قدرت کی فیاضیوں سے محروم یہ بنجر حصہ زمین تک ناہموار ریگزار کی ... کا مرکز تھا۔ آفتاب کی تیزی بکھرے ہوئے ذرات ریگ کو آگ کے شراروں کی طرح گرم و سرخ بنا دیتی۔ ویران ریگستان کا طول، سناٹا، قلوب انسانی میں ایسا خوف پیدا کرتا کہ ایک خانہ بدوش بدو جس نے ابھی بھولنا کسی مسافر کے آغوش میں آنکھ کھولی اسی بے آب و گیاہ وحشت کے دامن میں پرورش پاتا اور ان دہشت فزا بیابانوں سے جنہیں تخیل کی نیرنگی نے خونی جنگل دیو اور بلیہ روحوں کا مسکن بنا رکھا تھا مضطربانہ بھاگتا تھا۔ ریگ رواں کے اس سمندر میں کوئی ایسی خوبی نہ تھی جو کسی انسان کو اپنی طرف کھینچ سکتی۔ اس وحشت ناک سرزمین کے باشندے فطرتاً اپنے ملک سے کچھ کم خونخوار نہ تھے۔

صحرائی خانہ بدوش اپنے مویشیوں کو لئے ہوئے چراگاہوں کی تلاش میں تمام عرب بادیہ پیمائی کرتے۔ ان کی بے چین زندگی کسی ایک جگہ جم کر رہنا گوارا نہ کرتی۔ ان کی طبیعت نظم اور آئین سے ناآشنا تھی۔ وہ شاداب خطہ ...

جو دوسرے ملکوں کے باشندوں کے لئے وافر غلہ اور چارہ پیدا کرتے ان کے حصہ میں نہیں آئے۔ اس کمی کی تلافی لوٹ مار سے کی جاتی۔ تند مزاجی اور انتقام کا جوش آئے دن نئے جھگڑے پیدا کرتا۔ چھوٹی سی چھوٹی بات غصہ کی آگ بھڑکا دیتی۔ دو قبائل کے درمیان جو دشمنی ہوتی اس کا سلسلہ سو سو سال تک جاری رہتا۔ ذرائع معیشت کی کمی انتقامی جذبات کو اس درجہ اکساتی کہ اس کے آگے پرانی مہربانیاں احسانات اور آئندہ فوائد کی امیدوں کی کوئی قیمت نہ رہتی۔ اور ایسی خونریز لڑائی ہوتی کہ اکثر قبیلوں کے قبیلے صفحۂ ہستی سے مٹ جاتے۔

لیکن آتش مزاج عرب بھی مرد کامل جس کو یونانی، رومی، ایرانی اور دوسری قومیں زیر نہ کر سکیں، بے ڈول پتھر کی مورتوں کے آگے جھک جاتا اور ان ناپاک خداؤں کو انسانی بھینٹ چڑھا کر اور بھی ناپاک کرتا۔ ریگستان کے ڈراونے اور ہیبت ناک مناظر نے اس پر ایک ایسی کیفیت طاری کر دی کہ ہر خیمہ میں ایک خدا کا بت موجود۔ ہیبت ناک تخیل نے کسی نہ کسی خدا کی جلوہ گری ضروری ہوتی جو اس میں رہنے والوں کی حفاظت کرتا۔ کعبہ کی قدیم ہیکل ابھی ہزاروں خداؤں کی بستی اور تمام ملک کا مرکزی تیرتھ تھا۔ ہر مسافر خواہ وہ کسی ملک کا باشندہ کیوں نہ ہو اس لاتعداد خداؤں کے مجمع میں کوئی نہ کوئی اپنی پسند کا معبود ضرور پا لیتا جس کے سامنے وہ سر جھکا کر اپنی احسانمندی اور عقیدت کا اظہار کرتا۔

یکایک اس وحشت کدہ کی تاریکی اور بدنظمی میں جہاں معمولی منفعت پر گلا کٹ جاتا، آتش انتقام صدہا گھر تباہ کر دیتی، رات دن شراب خواری قمار بازی میں بسر ہوتی، آفتاب رسالت طلوع ہوا۔ ایک مرد اعظم غار حرا سے ہوتے ہوئے قوم تک آیا اور ایک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا۔

گمنام ریگستان عرب نے زندگی کی سانس لی۔ پیغمبر اسلام کی آواز نے ایک قوم کو منجدھار جو جہالت کے نشہ میں سرشار رہا سارے کائنات کے ہمہ دانی سے الگ تھلگ چھوٹے چھوٹے قبیلوں میں منتشر آوارہ گردی کرتی اس درجہ ابھارا کہ اس صحرا کے بسنے والوں نے فاتح عالم بن کر دنیا کو ایک ایسے تمدن سے روشناس کیا جو سائے تیرہ سو برس سے ایک عظیم الشان خطۂ ارض پر چھایا ہوا ہے جس کی وسعت رومۃ الکبریٰ کی اس وسیع ترین شہنشاہیت سے زیادہ ہے جو اپنے انتہائی زمانہ عروج میں بحیرۂ روم کے ساحلوں پر پھیلی ہوئی تھی۔ آج بھی آدھ مرتبہ اذان کی خاموشی سے لاکھوں بندگان خدا کو کلمۂ توحید پر قائم دیکھتے ہوئے ہے۔ سخت زمین پر کئی بیشمار قومیں سرفراز ہوئیں اور انقلاب کی نظیر ...

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۱۰)

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

بلا تنقید

شملہ کانفرنس ناکام نہیں رہی۔ کانفرنس کے نتیجے کے طور پر تمام شبہات دور ہو گئے اور خیر سگالی کی فضا پیدا ہوئی۔ ہم بغیر کسی پس و پیش کے کہہ سکتے ہیں کہ ہندوستان کے متعلق برطانیہ کا دل صاف ہے کیونکہ برطانیہ کو اپنی جستجو میں کامیابی حاصل ہو رہی ہے۔

(ڈاکٹر گھوپال پاری)

مستقری مالگزاری کے احاطے میں دو اشخاص یہ گفتگو کرتے ہوئے سنائی دئیے:۔

پہلا شخص:۔ پٹن چرو میں تحصیلداروں کی تربیت کے لئے جو کیمپ قائم کیا گیا وہ اپنی نوعیت کا پہلا اقدام ہے۔ آخر اس کا منشا کیا ہو سکتا ہے؟

دوسرا شخص:۔ ظاہر بات تو یہ ہے کہ تحصیلداروں کو ان کے فرائض سے آگاہ کیا جائے لیکن اندرونی بات یہ معلوم ہوئی ہے کہ نواب فضل نواز جنگ بہادر نے شاید بددیانت تحصیلداروں کو برطرف کرنے کا تہیہ کر لیا ہے اور ان کی جگہ لینے کے لئے ان نوجوانوں کو تیار کیا جا رہا ہے۔

پہلا شخص:۔ تو کیا پچاس تحصیلدار برطرف ہونے والے ہیں؟

دوسرا شخص:۔ نواب فضل نواز جنگ بہادر کے تیور سے معلوم کچھ ایسا ہی ہوتا ہے۔

سوامی رامانند تیرتھ کی کشمیر کو روانگی۔

(اخبار کی سرخی)

چلو اچھا ہوا۔ سوامی جی کی صحت بھی چند روز سے خراب تھی۔ واپسی پر سوامی جی کو تول کر دیکھنا چاہئے کہ وزن کتنا بڑھا۔

پنڈت کاشی ناتھ راؤ ویدیہ فرماتے ہیں کہ وہ ذمہ دارانہ حکومت کے حصول پر زور دینا نہیں چاہتے بشرطیکہ انہیں ذمہ دارانہ حکومت کی روح حاصل ہو جائے۔

ایک محفل میں اس پر جو تبصرہ ہوا وہ بھی سن لیجئے:۔

ایک نے کہا:۔ گاندھی جی کی جونئی تعلیم

دوسرے نے کہا:۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پنڈت ویدیہ منہ چڑا رہے ہیں۔

تیسرے نے دریافت کیا:۔ ذمہ دارانہ حکومت کی روح ہوتی کیا بلا ہے!

چوتھے نے جواب دیا:۔ صدرالمہامی

(ایک طویل قہقہہ)

ضرورت ہے

ایسے نوجوانوں کی جو جلسہ ہائے عام کا انتظام کر سکتے ہوں۔ پنڈال پر صدر کے قریب بیٹھ کر آلۂ مکبر الصوت سے مقررین کے ناموں کا اعلان کر سکتے ہوں۔ اور ختم جلسہ پر حاضرین کا شکریہ ادا کر سکتے ہوں۔ مشاہرہ چندوں کی رقم سے خاموشی کے ساتھ منہا کر لیا جائے۔

ڈاکٹر پٹابھی سیتارامیا کی "آندھرا گشتی" پر تبصرہ کرتے ہوئے معاصر "رعیت" لکھتا ہے کہ:۔

اگرچہ ڈاکٹر پٹابھی سیتارامیا نے یہ کہا کہ یہ گشتی اب محض علمی دلچسپی کی شئے ہے لیکن ہمارے خیال میں ایک اہم بنیادی اصول پیدا ہوتا ہے جس سے خود ڈاکٹر صاحب نے بحث کرنے کی کوشش کی ہے اور وہ یہ کہ آیا برقی تار کا کاٹنا عدم تشدد ہے یا نہیں؟

ہمارے خیال میں ڈاکٹر صاحب نے گشتی اسی طرح مذاق کے طور پر جاری کی تھی جس طرح کہ انھوں نے پنڈت ویدیہ کو میل بھیجنے کی دعوت دی تھی۔ رہا یہ سوال کہ برقی تار کا کاٹنا عدم تشدد ہے یا نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کانگریسی حضرات تار کاٹیں تو عدم تشدد ہے اور غیر کانگریسی کاٹیں تو تشدد۔ ہماری باطنی آواز تو یہی کہتی ہے۔ معلوم نہیں ہمعصر "رعیت" کی کیا رائے ہے۔

پولیس نے سٹہ بازوں کا ایک جلوس شہر میں نکالا۔ (ایک خبر)

جلوس تو صرف لیڈروں کا نکالا جاتا ہے۔ لیڈروں کے حقوق میں پولیس کی اس دست اندازی کے خلاف ہم احتجاج کرتے رہیں گے تا وقتیکہ یہ ثابت نہ ہو جائے کہ لیڈری بھی ایک سٹہ ہے۔

لندن کی ایک خاتون مسز ڈوروتھی ولسن نے خواتین عالم کی قیادت کا بیڑا اٹھایا ہے۔ فرماتی ہیں کہ جب زمانۂ جنگ میں مردوں اور بالخصوص فوجیوں کو نہ صرف جنسی آزادی بلکہ اس آزادی کے استعمال کے لئے سہولتیں بھی دی گئیں تو کیا وجہ ہے کہ وہ عورتیں جو اپنے جائز حق سے قوم و ملک کی خاطر محروم ہوئیں اسی نوعیت کی آزادی سے استفادہ نہ کریں۔ حسن اتفاق دیکھئے کہ خاتون موصوف کے سابقہ شوہر کو بھی اس رائے سے اتفاق ہے۔

ہندوستان کے شادی شدہ مردوں کو شاید مسز ولسن کی (بظاہر انقلابی مگر باطن فیاضانہ) تجویز سے اتفاق نہ ہو لیکن غیر شادی شدہ نوجوان ممکن ہے ان کی تائید میں کھڑے ہو جائیں۔ ہم اپنی رائے محفوظ رکھتے ہیں کیونکہ ہمارا مسلک یہ ہے کہ دو دل راضی تو کیا کرے قاضی۔

کاشتکار زمین سے محروم ہیں۔ مزدوروں پر تشدد کیا جا رہا ہے۔ قدیم نظام تعلیم اب تک برقرار ہے۔ عدالتوں کی اصلاح کی طرف کوئی توجہ نہیں کی گئی۔

قارئین کو شاید یہ غلط فہمی ہو کہ اقتباس بالا ہندوستان سے متعلق بیورلی نکولس کی کسی تحریر سے ماخوذ ہے۔ مگر یہ دراصل سوویٹ روس کے ایک مشہور کمیونسٹ اخبار کا اداریہ ہے جس میں ایران کی دل کھول کر مذمت کی گئی ہے۔ کمیونسٹ اخبارات بھی اب سامراجی زبان بولنے لگے ہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ ایران میں روسی فوجیں متعین رکھنے کے لئے حیلے تراشے جا رہے ہیں؟

شملہ کانفرنس کے بعد

کانگریسی لیڈروں کی روش

کانگریسی لیڈروں کو یقین ہے کہ اگر وائسرائے نے لیگ کے بغیر حکومت بنانے کی اجازت نہ دی تو ویول انہیں ضرور دعوت دے گا۔ کانگریسی لیڈر سمجھ رہے ہیں کہ ویول کانگریس سے سازباز کر رہا ہے۔ اس لئے وہ اور زیادہ شدت سے الیکشن کا مطالبہ کر رہے ہیں تاکہ اپنی طاقت کا مظاہرہ کر کے وائسرائے کو اپنی بات ماننے پر مجبور کر دیں۔

مولانا آزاد اپنی جگہ پر مطمئن ہیں۔ ان کا خیال ہے حالانکہ شملہ کانفرنس ناکام ہو گئی پھر بھی اس سے ملک میں سیاسی ترقی ہوئی ہے۔ اس نے کانگریس کی پوزیشن صاف کر دی ہے اور برطانیہ اور ہندوستان کو ایک دوسرے کا نقطۂ نظر سمجھنے میں مدد دی ہے۔ ہندوستان سے مراد صرف کانگریس ہے تو مولانا کا خیال صحیح ہے لیکن دنیا کے اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ برطانیہ کے رجعت پرست پورے ہندوستان کو بدنام کر رہے ہیں اور وہاں کے ترقی پسند ہماری نااتفاقی سے افسردہ ہیں۔ مولانا آزاد کو "اعتماد ہے کہ سیاسی قیدی بہت جلد رہا کر دئے جائیں گے اور کانگریس پر سے پابندی اٹھا لی جائے گی۔" انہیں امید ہے کہ وہ چار پانچ ہفتوں کے اندر آل انڈیا کانگریس کمیٹی کا اجلاس طلب کر سکیں گے۔

انہیں اب کانگریس لیگ سمجھوتے کی کوئی امید نہیں ہے وہ فرماتے ہیں کہ "کانگریس ہمیشہ سمجھوتے کے لئے تیار رہی ہے لیکن لیگ کے موجودہ رویے کو دیکھتے ہوئے مصالحت کی کوئی امید نظر نہیں آتی۔" اگر مولانا جیسے جید عالم دین مسلمانوں کی سب سے بڑی جماعت کو راضی نہیں کر سکتے اور جب ملک کی سب سے بڑی جماعت کانگریس بھی اتحاد کے لئے کوشش کرنا اپنا فرض نہ سمجھتی ہو تو اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ملک کے حالات کتنے خراب ہو گئے ہیں۔

کانگریس کمیٹی کے جنرل سکریٹری آچاریہ کرپلانی نے ذرا اور بھی صاف گوئی سے کام لیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ "اگر ہمیں یہ معلوم ہوتا کہ لیگ کو ... کا اختیار ہوگا تو ہم وہاں ہرگز نہ جاتے۔" ... لیگ کی طرف سے کبھی بھی کوئی آسرا نہیں تھا۔ ہندوستان کی ترقی کی راہ میں حائل ہونے کا الزام لیگ پر عائد ہوتا ہے۔" کیا اس بیان کے بعد یہ غلط فہمی ہو سکتی ہے کہ کانگریس والے لیگ سے سمجھوتہ کرنا چاہتے ہیں۔ شنکر راؤ دیو۔

اچاریہ شنرا(؟) کا خیال ہے کہ لارڈ ویول کو کانگریس اور لیگ میں سے کسی ایک کا انتخاب کر کے فیصلہ کر لینا چاہئے۔ اڑیسہ کے کانگریسی لیڈر ہرے کرشن مہتاب صاحب فرماتے ہیں کہ "لارڈ ویول نے قیادت قبول کرنے کے بعد اپنا فرض ادا نہیں کیا اور بالکل وہی صورت پیدا ہو گئی جو دوسری گول میز کانفرنس میں ہندوستانی جماعتیں سمجھوتہ نہیں کر سکیں۔ اس لئے انہوں نے سارا معاملہ میکڈانلڈ پر چھوڑ دیا۔

میکڈانلڈ کے ایوارڈ کی جو کچھ بھی خامیاں ہوں لیکن ہندوستانیوں نے اسے قبول کر لیا۔ کانفرنس کی قیادت قبول کرنے کے بعد لارڈ ویول کو بھی یہی کرنا چاہئے تھا۔" اس کا مطلب یہ ہے کہ اب ہماری حب الوطنی اتنی ذلیل ہو چکی ہے کہ ہم برطانیہ کے ایوارڈ یا عطیہ کے ذریعے ہندوستان کی آزادی حاصل کر لیتے ہیں لیکن اپنے بھائیوں سے مصالحت کرنا پسند نہیں کرتے۔

لیکن ڈاکٹر پٹا بھی سیتا رامیا سب سے زیادہ صاف گو ثابت ہوئے۔ ان کا کہنا ہے کہ وائسرائے نے کانگریس لیگ مساوات کی رجعت پرست تجویز کو بدل کر ہندو مسلم مساوات کو شکل دینے کی ہمت کی۔ یہ ان کا قابل تعریف کارنامہ ہے (بمبئی کرانیکل)۔

پنڈت جواہر لال نہرو نے لاہور میں کہا کہ "قبول حالات ہونے کی وجہ سے کانگریس صوبوں میں وزارت نہیں بنائے گی۔" مولانا آزاد نے یہ فرمایا کہ "اس وقت وزارتیں قبول کرنا مشکل ہوگا جب تک مرکز میں عوامی حکومت نہ بن جائے۔"

لیکن مولانا آزاد ہی کی رہبری میں مسٹر بردولائی نے آسام میں سر سعد اللہ کی وزارت کو دست بردار ہونے کا نوٹس دے دیا ہے۔ اور کیرن شنکر رائے صاحب نے بنگال کے گورنر سے ملاقات کی ہے تاکہ وزارت بنانے کے امکانات پر غور کیا جائے۔

اس سے یہ نتیجہ نکالنا غلط نہ ہوگا کہ کانگریسی لیڈر یہ پالیسی اختیار کر رہے ہیں کہ جن صوبوں میں کانگریس کی اکثریت ہے وہاں وزارتیں نہ بنائی جائیں بلکہ مرکز میں حکومت بنانے کے لئے برطانیہ پر دباؤ ڈالا جا سکے لیکن مسلمانوں کی اکثریت کے صوبوں میں وزارتیں بنا کر لیگ کو کچل دیا جائے۔

یہ بڑی بے اصولی کی حرکت ہے اور اس کے نتائج بڑے خطرناک ہوں گے اس سے ہندو مسلم نفاق بڑھے گا اور کانگریس اور لیگ کے باہمی تعلقات اور زیادہ خراب ہو جائیں گے۔

لیگی لیڈر بھی اس قسم کی پالیسی اختیار کر رہے ہیں لیگ کے سنٹرل پارلیمنٹری بورڈ کے ممبر مسٹر حسین امام نے بیان دیا ہے کہ لیگ اس وقت تک وزارتوں میں شامل نہیں ہوگی جب تک کہ اسے اسمبلی میں مکمل اکثریت حاصل نہ ہو۔ لیگ صرف الیکشن پر زور دے رہی ہے۔ غرض دونوں جماعتوں کے لیڈر ایک دوسرے کو شبہ کی نظر سے دیکھ رہے ہیں۔

شملہ کانفرنس کی ناکامی کے بعد سے ملک کی سیاسی زندگی میں بڑے شدید اختلافات پیدا ہو گئے ہیں۔ کانگریسی لیڈر برطانیہ سے سمجھوتے کے لئے آس لگائے بیٹھے ہیں۔ لیگی لیڈر الیکشن کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ کانگریسی لیڈروں کے ذہن میں یہ خیال ہے کہ ہم برطانیہ سے سمجھوتہ کر کے لیگ کو شکست دیں گے۔ لیگی لیڈروں کا خیال ہے کہ ہم الیکشن میں جیت کر کانگریس کا مزاج ٹھیک کر دیں گے۔

دونوں جماعتوں کے لیڈروں کے مطالبات کا لب لباب یہ ہے کہ یہ تو ہمارے شرائط قبول کرو نہیں تو لڑو۔ دونوں نے ایک دوسرے کے شرائط نامنظور کر دئے ہیں۔ اب دونوں پینترے بدل بدل کر نئی صف آرائی کر رہے ہیں۔

ان کو خیال ہے کہ وہ نجات کی راہ پر چل رہے ہیں اور منزل دور نہیں ہے لیکن ۳۱ برس(؟) ... انتشار پھیلا رہے ہیں اور ملک میں خانہ جنگی کی فضا پیدا کر رہے ہیں۔ جب بھائی بھائی آپس میں لڑنے لگتے ہیں تو پورے خاندان پر آفت آتی ہے آج ہندوستان کا بھی یہی حال ہے۔

ترکی اور روس کے تعلقات

(بقیہ سلسلہ صفحہ اوّل)

اگر ترکی جنگ میں شریک ہو جائے تو اس بحری راستے کو کھلا یا بند رکھنا ترکی کی مرضی پر منحصر ہے۔ یہ اختیار ترکی کو اس وقت بھی حاصل ہے جبکہ وہ جنگ کا خطرہ محسوس کرے۔ میثاق انقرہ کی مدت بیس سال ہے۔ اس میثاق کے مطابق ترکی نے دردانیال کے اطراف اپنے تحفظ اور دفاع کی خاطر فوجی استحکامات عمل میں لائے ہیں۔

رُوئیدادِ مرکزی مشاورتی مجلسِ اغذیہ

منعقدہ ۱۹؍امرداد ۱۳۵۴ف

بصدارتِ عالیجناب فضیلت مآب نواب صدرِ اعظم بہادر

شرح لیوی بابت ۱۳۵۵ف

مرکزی مشاورتی مجلس اغذیہ نے محکمہ رسد کی تجاویز ذیل کی توثیق کی ۔

(۱) اضلاع مرہٹواڑی اور کرناٹک میں دس ایکڑ سے کم رقبہ کی کاشت پر پیلی جوار، باجرہ اور چھوٹے دانہ دار اجناس کی شرح لیوی بجائے ایک من فی ایکڑ کے (۳۰) سیر فی ایکڑ ہو اور دس ایکڑ سے زائد رقبہ کی کاشت پر بحساب ایک من فی ایکڑ وصول کی جائے ۔

(۲) اضلاع تلنگانہ میں اجناس متذکرہ صدر کی شرح لیوی دس ایکڑ سے کم رقبہ کے لئے (۲۰) سیر فی ایکڑ اور دس ایکڑ سے زائد رقبہ کے لئے (۳۰) سیر فی ایکڑ ہو ۔

(۳) پیلی جوار کی شرح لیوی میں جس تخفیف کی تجویز کی گئی ہے وہ اسی صورت میں نافذ ہوگی اگر ۱۳۵۵ف کی فصل خریف کی توقعات اچھی ہوں ورنہ پیلی جوار کی لیوی کی موجودہ شرح سے وصول کی جائے گی ۔

(۴) مکائی اور کودرو کی کاشت پر آئندہ کوئی لیوی وصول نہ کی جائے ۔

سابقہ اجلاس کی سفارشات پر محکمہ نے کیا کارروائی کی!

مولوی رضی الدین احمد صاحب معتمد رسد نے مجلس کو اس کارروائی سے مطلع کیا جو محکمہ رسد نے سابقہ اجلاس کی سفارشات پر کی ۔ سابقہ اجلاس کی سفارشات پر چاول والوں کی قابل برآمد مقدار بڑھائی جائے، راشن بندی کی گئی تاکہ لوگوں کو بہتر غلہ فراہم کیا جائے اور ناظم صاحب شہری رسد کو مشورہ دینے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی جائے جن میں غیر سرکاری ارکان بھی شامل ہوں ۔

مولوی رضی الدین احمد صاحب نے کہا کہ کافی غور و خوض کے بعد حکومت سرکار عالی نے چاول کی قابل برآمد مقدار کو (۰۰) ہزار ٹن کی بجائے ایک لاکھ (۱۵) ہزار ٹن قرار دیا ہے اور حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن نے حال ہی میں اس رقمی شرح میں بھی تخفیف کردی ہے جو چاول والوں کی برآمدات پر بطور سرچارج وصول کی جاتی ہے ۔

غلہ کی صفائی کی حد تک فضیلت مآب نواب سر صدرِ اعظم بہادر اور معزز صدر المہام بہادر مال نے غذائی مجلس جات کے غیر سرکاری ارکان کی معیت میں چند ہی روز قبل مختلف گوداموں کا معائنہ فرمایا ۔ اس امر کا اطمینان فرمالیا ہے کہ غلہ کی صفائی اور حفاظت کے طریقوں میں اصلاح کرنے کی کوششیں جاری ہیں ۔

شہری رسد اور سوتی پارچہ کی نگرانی ۔

محکمہ جات کو مشورہ دینے کے لئے دو مشاورتی کمیٹیاں قائم کردی گئی ہیں جن میں غیر سرکاری ارکان بھی شامل ہیں ۔

فصول آبی و خریف ۱۳۵۴ف کی لیوی کے اعداد ۔

مولوی رضی الدین احمد صاحب نے ایوان کو مطلع کیا کہ حکومت نے سال حال لیوی کے ذریعہ مندرجہ ذیل مقدار میں غلہ جمع کیا ۔

(۱) آبی دھان	(۲) لاکھ (۴۶) ہزار پلے
(۲) خریف جوار	(۵) لاکھ (۸۰) ہزار پلے
(۳) باجرہ	ایک لاکھ (۹۱) ہزار پلے
(۴) چھوٹے دانہ دار اجناس	ایک لاکھ (۱۱) ہزار پلے
(۵) مکائی	(۵۰) ہزار پلے
جملہ	(۱۰) لاکھ (۷۷) ہزار پلے

حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن نے حکم اجارہ داری کے تحت (۴) لاکھ (۲۳) ہزار پلے دھان خریدا ۔

قانون اجارہ داری سے متعلق غیر سرکاری نقطۂ نظر

معزز صدر المہام بہادر مال نے غیر سرکاری ارکان سے خواہش کی کہ وہ دھان سے متعلق قانون اجارہ داری کی نسبت اپنی رائے ظاہر کریں ۔

مولوی مرزا مقصود احمد خان صاحب، مولوی صالح بن احمد صاحب ذمیک، اور سیٹھ نوریا صاحب ورنگل، نے قانون اجارہ داری کی تنسیخ اور دھان کی شرح لیوی میں اضافہ کی سفارش کی ۔ اس کے برخلاف مسٹر ایم نرسنگراؤ ممبر کمیٹی کش اور لیدیک، اور پنڈت گوپال راؤ صاحب بورگاؤں نے قانون اجارہ داری کو برقرار رکھنے پر زور دیا ۔

فضیلت مآب نواب سر صدرِ اعظم بہادر نے ارشاد فرمایا کہ دھان کی خریدی کا جو اجارہ حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کو دیا گیا ہے اس میں بہتر کوئی پہلو نہیں ہے اگر دھان کی شرح لیوی میں اضافہ کردیا جائے جیسا کہ بعض ارکان کا خیال ہے تو اس کی وجہ سے چھوٹا کاشتکار متاثر ہوگا ۔

مولوی رضی الدین احمد صاحب نے بتایا کہ شرح دھان کے بڑے کاشتکاروں نے قانون اجارہ داری کو بے اثر بنانے کے لئے بعض صورتوں میں پیداوار کو منتشر کیا اور بعض صورتوں میں ذاتی ضرورت کے بہانہ فاضل پیداوار کو فروخت کرنے سے انکار کیا ۔ اس صورت حال پر قابو پانے کے لئے عہدہ داران اس پر مجبور ہوئے کہ قانون کے تحت حیدرآباد کے تحت بڑے کاشتکاروں سے اُن کی فاضل پیداوار خریدیں ۔ یہ اختیارات اسی وقت استعمال کئے گئے جب عہدہ داران مال نے اچھی طرح اطمینان کرلیا کہ کاشتکار کسی جائز ضرورت کے لئے دھان کا ذخیرہ نہیں کر رہے ہیں بلکہ صرف حکومت کی خریداری کو ناکام بنانے کے لئے فروخت سے انکار کر رہے ہیں ۔ معتمد صاحب رسد نے ایوان کو یقین دلایا کہ صرف بڑے کاشتکاروں کی حد تک ایسی جبری خرید کی محدود رکھی گئی تھی ۔

لیوی کے اعداد پر تبصرہ کرتے ہوئے مرزا مقصود احمد خان صاحب نے کہا کہ گو اضلاع گلبرگہ، کریم نگر اور میدک میں فصل خریف کی اوسط داری مساوی بتلائی گئی ہے لیکن ان اضلاع میں جس شرح سے لیوی جمع کی گئی وہ ہر ضلع میں مختلف پائی جاتی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یا تو اچھے اوسط والے ضلع میں سختی برتی گئی یا کم اوسط والے اضلاع میں احکام کی پابندی ٹھیک طور پر نہیں کی گئی ۔

نواب فضل نواز جنگ بہادر صدر ناظم مال نے مرزا صاحب کی تفہیم کے لئے بتایا کہ تلنگانہ میں خریف کی کاشت مرہٹواڑی کے مقابلہ میں چھوٹے رقبوں پر کی جاتی ہے گلبرگہ کی حد تک صدر ناظم صاحب نے کہا کہ وہاں اس سال خریف کی فصل اطمینان بخش نہیں رہی ہے ۔ اگر ان امور کو پیش نظر رکھا جائے تو مرزا صاحب کے بیان کردہ تفاوت کی توجیہ آسانی سمجھ میں آسکتی ہے ۔

سیٹھ کلیان جی صاحب (ناندیڑ) نے کہا کہ اس سال کاشتکار نہایت خوش ہیں کیونکہ انہیں نہ صرف ان کی پیداوار کے معقول دام دئے گئے بلکہ ان کی ادائی بھی بروقت ہوئی ہے ۔ حکومت کے ہاتھ فروخت کرنے کے بعد بھی کاشتکار بچی پیداوار بازاروں میں اب بھی سرکاری کی مقررہ قیمتوں پر فروخت کر رہے ہیں ۔

مسٹر نرسنگ راؤ (میدک) نے کہا کہ ان کے ضلع میں لیوی کی کھیتوں کو لگان گذاری میں محسوب کیا جا رہا ہے۔ معتمد صاحب سررشتہ نے اس شکایت کو بغرض دریافت نوٹ کر لیا۔

پنڈت گوپال راؤ صاحب بورگاؤں کرنے تجویز پیش کی کہ باجرہ اور پیلی جوار پر کوئی لیوی وصول نہ کی جائے اور اگر باجرہ برآمد کرنا مقصود ہو تو تاجروں کو برآمد کے اجازت نامے دلائے جائیں۔ اس تجویز کی تائید پنڈت دوارکاداس صاحب (اورنگ آباد) مسٹر بھیم نرسنگ راؤ، راجہ بہادر وینکٹ راما ریڈی، سیٹھ دویا صاحب (ورنگل) اور مسٹر بھجال رنگراؤ (نلگنڈہ) نے کی۔

نواب فضل نواز جنگ بہادر صدر ناظم مال نے کہا کہ اگرچہ باجرہ پر قانون لیوی کا اطلاق نہ ہو اور اگر اس کی برآمد بذریعہ اجازت نامہ جات ہوا کرے تو کاشتکار بجائے جوار کے باجرہ کی کاشت کرنے لگیں گے اور اس طرح ملک کا غذائی موقف کمزور ہو جائے گا چنانچہ جب حکومت نے نقدی اجناس کے رقبہ کو گھٹانے کی کوشش کی تو کاشتکار نے حکم کی تعمیل تو کی لیکن بجائے جوار یا باجرہ کی کاشت کرنے کے دالوں کی کاشت کی کیونکہ دالوں پر لیوی نہیں لی جاتی۔ اور اس کی برآمد کے اجازت نامے دئے جاتے ہیں۔ صدر ناظم صاحب مال نے یہ اندیشہ ظاہر کیا کہ اگر باجرہ کو قانون لیوی کے اثر سے مستثنیٰ کیا جائے اور اس کی برآمد بذریعہ اجازت نامہ ہوا کرے تو دالوں کی طرح باجرہ کے رقبہ میں بھی اضافہ ہوگا حالانکہ باجرہ کی مانگ اندرون ملک بہت کم ہے۔

ناظم صاحب راتب بندی کا بیان

ممالک محروسہ سرکار عالی میں انتظامات

راتب بندی سے متعلق ناظم صاحب راتب بندی نے ایک بیان دیا جس میں بتایا گیا تھا کہ تا حال حکومت نے دو شہروں (۹) قصبات اور دو تعلقات میں جن کی مجموعی آبادی (۱۵) لاکھ (۲۲) ہزار دو سو ہے راتب بندی نافذ کر دی ہے۔ اس آبادی کے منجملہ دیہی آبادی جو قانون راتب بندی سے مستفید ہو رہی ہے (۳) لاکھ (۳۵) ہزار (۸) سو ہے۔ محنت شاقہ کرنے والے نیز حاملہ عورتوں اور دودھ پلانیوالی ماؤں کو پاؤ سیر فی یوم زیادہ راتب دیا جاتا ہے۔ بڑے کارخانہ جات کے مالکوں کو آمادہ کیا جا رہا ہے کہ وہ اپنے مزدوروں کے لئے طعام خانے کھولیں۔ اس وقت تک (۶) طعام خانے کھل چکے ہیں جہاں روزانہ (۱۲) ہزار (۳) سو مزدوروں کے لئے خوراک فراہم کی جا رہی ہے۔

ناظم صاحب راتب بندی کے بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے پنڈت نارائن راؤ صاحب (محبوب نگر) نے کہا کہ قوانین راتب بندی میں اس کی گنجائش پیدا کی جانی چاہئے کہ کاشتکار جو حدود راتب بندی میں رہتے ہیں وہ اپنی پیداوار کو کھیتوں سے اپنے گوداموں میں منتقل کر سکیں۔ پنڈت گوپال راؤ صاحب بورگاؤں کرنے اس تجویز کی تائید کی۔

معتمد صاحب سررشتہ نے کہا کہ وہ اس تجویز پر غور کریں گے اور ان قوانین کی تعبیر کریں گے جن کے تحت کاشتکار اپنی ضروریات غذا اور تخم کے لئے اجناس کو اپنے مکانوں میں ذخیرہ کرنے کے مجاز ہیں۔

قاضی عبدالغفار صاحب نے کہا کہ راتب بندی کی دوکانوں سے جو غلہ دستیاب ہوتا ہے وہ ناقص قسم کا ہوتا ہے اور راتب کارڈ پیش کرنے کے باوجود دوکانوں سے بعض دفعہ اناج نہیں ملتا۔ اگر ناظم صاحب کی خدمت میں شکایت پیش کی جاتی ہے تو ایسی شکایتوں پر غور کی لحاظ نہیں ہوتا۔ ایک شخصی مثال پیش کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ انھوں نے اپنے چند مہمانوں کے لئے عارضی کارڈ طلب کئے تھے جو مہمانوں کی آمد کے (۱۰) دن بعد وصول ہوئے۔

معزز صدر المہام بہادر مال نے کہا کہ بہتر قسم کا غلہ فراہم کرنے کی حتی الامکان کوشش جاری ہے۔ گیہوں کی عارضی قلت کا ذکر کرتے ہوئے صدر المہام مال نے فرمایا کہ اس کی وجہ دیا گنو کی قلت یا عدم دستیابی تھی۔

مسٹر بی۔ آر۔ پارکر (سکندرآباد) نے کہا کہ اگر کسی کارڈ ہولڈر کو دوکاندار یا ارباب متعلقہ کی کسی غلطی یا مجبوری کی وجہ سے کسی ہفتہ اس کی مقررہ راتب نہ ملے تو کارڈ ہولڈر کو اس راتب سے محروم نہ کیا جائے بلکہ ہفتہ آئندہ میں اس کی تلافی کی جائے۔

ناظم صاحب راتب بندی نے بتایا کہ معزز صدر المہام بہادر مال اس تجویز کی بوجوہ مخالفت کی اور تجویز مسترد کر دی گئی۔

ناظم صاحب سررشتہ انجمن ہائے امداد باہمی کا بیان

اتحادی جمعیت ہائے ترقیات دیہی

اور موضع واری غلہ گوداموں سے متعلق مولوی کفیل حسین صاحب ناظم انجمن ہائے امداد باہمی نے ایک بیان دیا جس میں بتایا گیا تھا کہ ایک سو چار تعلقات کے منجملہ ۹ تعلقات میں اتحادی جمعیتیں قائم ہو چکی ہیں جن میں سے حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن نے (۵۰) جمعیتوں کو لوکل یونٹ کی حیثیت سے تسلیم کر لیا ہے۔ ہر جمعیت کا مجوزہ سرمایہ (۳) لاکھ فی تعلقہ ہے لیکن بعض تعلقات کی جمعیتوں نے کثیر تر سرمایہ اکٹھا کرنے کا تہیہ کیا ہے۔ ممالک محروسہ کے تمام جمعیتوں کا مجوزہ سرمایہ (۳) کروڑ ہے جس میں سے تقریباً (۳۵) لاکھ جمع ہو چکا ہے (۱۱۹) مراکز پر اتحادی ادارے حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کی جانب سے اجناس کی خریدی کے فرائض انجام دے رہے ہیں صرف برآمدات پیداوار اور دالوں کو تقریباً (۲۲) لاکھ سے زائد نفع بطور کمیشن وصول ہو چکا ہے۔ مسٹر پیشوا اکھم ... ریڈی کی زیر نگرانی جمعیتوں کو روپے کی تعمیر کا کام ... جیسے تا حال ایک ہزار سے زائد گودام قائم ہو چکے ہیں اور (۸) سو نئے رجسٹری ہیں۔ سررشتہ امداد باہمی کے بارہ کا دفتر کی سے ... ملازمت تحریک کی منظوری کی صادر ہو چکی ہے اور سررشتہ کی توجہ ... کے غیر جانب ... وزراء عامہ کی مدد سے وہ کاشتکاروں کی صحیح خدمت انجام دے سکے گا۔

مراسلات

عامل بلدیہ

جناب ایڈیٹر صاحب "حکمت"

گزشتہ ہفتہ "ٹنگ پارول" کے کالم میں "کشاف" نے جدید عامل صاحب بلدیہ کی مساعی کا نتیجہ صفر قرار دیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ تنقید جلد بازی پر مبنی ہے۔ عامل صاحب کو جائزہ لئے ہوئے مشکل سے ایک آدھ مہینہ گزرا ہوگا۔ اتنی قلیل مدت میں بہتر نتائج کی توقع زیادتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ عامل صاحب کی کارگزاری کو جانچنے کے لئے انہیں چھ آٹھ مہینے کی مہلت دینی ہوگی۔ محکمہ بلدیہ کی اصلاح کوئی آسان کام نہیں ہے۔ یہ وہ محکمہ ہے جہاں کا ہر کل پرزہ بگڑا ہوا ہے۔ ان حالات میں عامل بلدیہ ہر اچھے شہری کی اخلاقی تائید کا مستحق ہے۔

"ایک ٹیکس ادا کنندہ"

(ہمیں مراسلہ نگار سے اتفاق ہے۔ ٹنگ پارول کے کالم میں "کشاف" جس کا ذکر کرتا ہے تو اس کا منشا تنقیص نہیں ہوتا بلکہ اصلاحی ہے وجہ ہے کوشش تر کرنا مقصود ہوتا ہے۔ "حکمت")

اسلام کا عجیب و غریب کرشمہ

بقیہ سلسلہ صفحہ (۵)

ہو کر رہ گئیں۔ اسیری۔ ایرانی۔ مصری۔ یونانی۔ اور رومی یکے بعد دیگرے عظمت اور صولت کے پرچم لہراتے آئے اور فنا ہو گئے۔ صفحۂ دہر پر آج نہ ان کا نشان ہے اور نہ ان کے تمدن کا اثر چند ٹوٹی ہوئی عمارات اور افسردہ روایات کو چھوڑ کر دنیا میں کوئی چیز ان کی یاد دلانے والی باقی نہیں۔ عربوں نے بھی اپنے زمانہ میں حکومت کی۔ یہی ہے لیکن ان کا تمدن۔ ان کا مذہب ان کا قانون ان کی زبان اور ان کی صنعت آج بھی زندہ ہے۔ دنیا کے ہر خطہ میں کروڑوں بندگان خدا دین اسلام کے پیرو ہیں۔ کوئی بر عظم ان کے اثر سے خالی نہیں۔ مغرب اقصیٰ سے مشرق اقصیٰ کی سرزمین تک حدود سائبیریا سے خط استوا تک ہر مسجد کے میناروں سے مؤذن کی آوازیں دن میں پانچ مرتبہ فضائے بسیط میں گونجتی ہیں۔

اسلام کے زیر سایہ عربوں نے جس غیر معمولی سرعت سے ترقی کی جو دوامی اثرات اپنے پیچھے چھوڑے جو مقبولیت عام ان کو حاصل ہوئی۔ کسی دوسری قوم کو نصیب نہ ہو سکی۔ ان کے مفتوحہ ممالک پر ان سے پہلے یونانی۔ رومی اور دیگر غیر اقوام نے سالہا سال حکمرانی کی لیکن کوئی دائمی اثر نہ چھوڑ سکے ان کے بعد بھی مختلف اقوام نے ان ممالک کو فتح کیا اور تابع رہے لیکن اس تمدن کو جو وہ عربوں نے دیا بدل نہ سکے۔

سیلاب فتوحات اسلامی کے آغاز سے دس سال کے اندر شام۔ فارس۔ مصر۔ عراق۔ جزیرہ۔ خوزستان عراق عجم۔ آذربائیجان۔ کرمان۔ خراسان۔ مکران اور سیستان حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ حضرت فارس کی عظیم الشان سلطنت جس نے روم کے قیصروں کی منظم فوج کشی تدبر اور سیاست کا سالہا سال کامیابی سے مقابلہ کیا۔ مسلمانوں کے تکبیر کی تاب نہ لا سکی۔ وہ دو ہی سال میں ایسی گری پھر نہ سنبھل سکی۔ مقدس سرزمین فلسطین جس کا ذرہ ذرہ عیسائیوں اور مجوسیوں کے لئے متبرک تھا جس کے دامن تثلیث کے اعجاز اور معجزات سے پرورش پائی تھی مسلمانوں کے قبضہ میں آگئی۔ ارض شام جس پر پیمپے نے ہزاری تاجدار مقدونیہ کو ہٹا کر قبضہ کیا تھا۔ سات سو برس بعد پرچم اسلامی کے آگے جھک گئی شہنشاہ مشرقی عظیم الشان سلطنت روم کا وارث تخت تیرہ کے اپنے بستر پر علائے فاتحین اسلام پر نثار کر کے قسطنطنیہ کی چار دیواری میں مقید ہو گیا۔ مصر! ہر دیلئے نیل کی طغیانی پروردہ تہذیب کا گہوارہ ساحرہ حسن ملکہ قلو پطرہ کا مولد۔ جس کے دامن میں پیسی اور اقلیطس نے پناہ لی تھی۔ جس کے در و دیوار پر صدیوں کی دولت اور تمدن کی عظمت برس رہی تھی جس نے فراعنہ کا جاہ و حشم دیکھا تھا مجاہدین اسلام کے قدموں پر جھک گیا اور ہلال اسلام جو افق عرب پر نمودار ہوا تھا اسکندریہ اور دمشق کے برجوں پر چمکنے لگا۔

اسلام کا یہ عجیب و غریب کرشمہ ہے کہ جس سرزمین کا بڑا حصہ صدیوں سے بنجر چلا آتا ہو جس کو سمندر اور ریگستان نے ہمسایہ متمدن ممالک سے جدا کر رکھا ہو اس کے باشندوں کو آسانی کے ساتھ ایسی اقوام کا مد مقابل بنا دیا جنہوں نے صدیوں علوم عقل و نقل اور تہذیب و تمدن کے سایہ میں پرورش پائی۔ جن کی تنظیم اور سیاست شہرہ آفاق تھی فنون جنگ میں جنہیں سیکڑوں سال کا تجربہ حاصل تھا جن کی ملک گیری کے زریں کی حرص عادی تھی جن کے کارنامے آج بھی مغربی اقوام کا سرمایۂ ناز ہیں اس سے بڑھ کر فیض باری کی اور کیا مثال ہو سکتی ہے کہ انہیں بادیہ گرد بندگان غیظ و غضب نے جو پھٹے پرانے کپڑے پہنے لوٹ مار اور غارتگری کی فکر میں آوارہ گردی کرتے بہت ہی تھوڑی مدت میں ایسی ترقی کی کہ قدیم و جدید اقوام سے سبقت لے گئے۔ غیر معمولی سلطنتیں ایجاد کیں۔ فن زراعت کو مکمل کیا۔ ریاضی کے ناقابل فہم مسائل کو آسانی سے حل کیا۔ ایسی مکمل خوبصورت اور بے نظیر عمارات بنا کر کھڑی کر دیں جو بجا طور فن تعمیر اپنا ثانی نہیں رکھتیں۔ حرب اور ضرب کے اصولوں میں ایسا کمال حاصل کیا کہ کسریٰ اور قیصر کی تجربہ کار اور منظم سپاہ کے قدم ان کے آگے نہ جم سکے۔ عظیم الشان سلطنتیں قائم کیں۔ بادشاہوں کے وہ خاندان پیدا کئے جن کا اصل نصب العین یہ تھا کہ اپنی رعایا کو انتہا عروج پر پہنچا دیں آنے والی نسلوں کو علوم و فنون کا وہ لازوال خزانہ دیں عقل و دانش کی اور عمل کی ایسی فضا پیدا کر گئے جسے جو ہیں حادثہ بھی نہ مٹا سکے۔ جس ملک نے ان کی اطاعت قبول کر لی ان کو انہوں نے دائمی ترقی کے منتہا پر پہنچا دیا۔ جو فتوحات انھوں نے دنیا ادب میں کیں وہ ان فتوحات سے کہیں زیادہ بر تر ہیں جو میدان جنگ میں حاصل ہوئیں زمانہ حال کے بہترین ادبی نمونوں میں ان کے ادب کا اثر پنہاں ہے۔ والٹیر کے فلسفہ میں۔ نیوٹن کے اصولوں میں شیکسپیر کے افسانوں، نظموں اور غزلوں کے جوہر کی آب جھلکتی ہے۔ موجودہ تہذیب پر ان کو جو اثر پڑ چکا ہے مٹ نہیں سکتا۔ مندرجہ بالا فنون میں سے ایک میں بھی درجہ کمال تک پہنچنے کے لئے ایک قوم کو محنت شاقہ اور زمانہ طویل درکار ہے۔ مگر صحرا نشینان عرب نے بلا شبہ ان سب کو درجہ کمال پر پہنچا دیا۔ یہ عجیب و غریب اور بے مثال نتائج صرف ایک ذات پاک سرور کائنات کے زیر نزول وحی استقلال و عظیم الشان جوہر ذاتی سے پیدا ہوئے۔

اشتہار

بجریہ عدالت مطالبات خفیفہ بلدہ سرکار عالی

تاریخ ... ۱۳۵۵ف

نمبر مقدمہ (۳۰۰) بابت ۱۳۵۵ف رجسٹر نمبر

اجلاس ناظم عدالت ابتدائی ناظم

نواب سالار جنگ بہادر مدعی بنام

محمد فیض الدین مدعی علیہ

دعویٰ ... روپے

بنام محمد فیض الدین ولد غلام جیلانی قوم مسلمان عمر ۲۲ سال پیشہ خوش نویس بتوسط ڈاکٹر ملیر ... صاحب ... مدعی نے درخواست پیش کی ہے کہ مدعی علیہ کے نام متعدد مرتبہ سمن اجرا ہوئے تعمیل نہیں پائے۔

ہرگاہ بمقدمہ مندرجہ منظوری درخواست مدعی ذریعہ ہذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ بتاریخ ۲۳ شہریور ۱۳۵۵ف یوم چہارشنبہ وقت ۱۰ ساعت اصالتاً یا وکالتاً یا مختاراً حاضر عدالت ہو کر مقدمہ مذکورہ میں حسب ضابطہ پیروی و جوابدہی کرو بصورت عدم حاضری تمہارے کارروائی ضابطہ عمل میں آئے گی اور پھر تمہارا کوئی عذر مسموع نہ ہو گا۔

سر رشتہ دار دستخط

منتظم عدالت مطالبات خفیفہ

شملہ کانفرنس کی ناکامی اور اس کے نتائج

بقیہ سلسلہ صفحہ (۳)

اور اس کے ناظرین اس کے لئے تیار نہیں لیکن یہ ہے بعض اشتراکیت پسند کانگریسی لیڈر اس کے لئے تیار ہیں کانگریس لیگ سے اس لئے خفا ہے کہ لیگ کی وجہ سے حکومت سے سمجھوتے کے امکانات بعید ہوگئے۔ کانگریس اور حکومت کے گہرے تعلقات ختم ہو رہے تھے لیکن لیگ سمجھوتہ میں حائل ہو گئی۔ کیا کانگریس مشتعل ہو کر لیگ کے خلاف مہم شروع کرے گی۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ کانگریس کی حیثیت اور زیادہ ہندو ہو جائے گی اور بہت ممکن ہے کہ بہ رفتار بالآخر خانہ جنگی کی طرف لے جائے۔ دیکھنا ہے کہ کانگریس کونسا راستہ اختیار کرتی ہے۔

دفتر ہند کا دفتر مقبوضات میں انضمام

لندن۔ یکم اگست۔ یونائیٹڈ پریس آف انڈیا کا سیاسی نامہ نگار لکھتا ہے کہ مسٹر بیون موجودہ وزیر امور خارجہ نے بلیک پول میں لیبر پارٹی کی کانفرنس کے موقع پر دفتر ہند کو دفتر مقبوضات میں ضم کرنے کا وعدہ کیا تھا ممکن ہے کہ اب اس تحریک کی مقبوضات مثلاً جنوبی افریقہ اور کناڈا سے مخالفت کی جائے ذمہ دار حلقوں میں عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ مقبوضات ہندوستان کو اپنے ساتھ شامل کرنے پر معترض ہیں۔ کیونکہ ہندوستان مقبوضات کے زمرہ میں شریک نہیں ہے مقبوضات کو اندیشہ ہے کہ ایسے انضمام کے ذریعہ ان کی اقتدار حیثیت کو ختم نہ کر دیا جائے۔

یونائیٹڈ پریس آف انڈیا کو معلوم ہوا ہے کہ مستقبل قریب میں ماہرین قانون کی ایک مجلس کمیٹی مقرر کی جائے گی جو مذکورہ مسئلہ کی چھان بین کرے گی۔ ان حالات کے تحت اس بات کا امکان نہیں ہے کہ مسٹر ایمری کے جانشین کا اعلان اس ہفتہ کے اختتام سے قبل کیا جائے۔

اعلان

محکمہ معتمدی سرکار عالی صیغہ رسد

فرمان (۳۰۱) مورخہ ۱۰ شہریور ۱۳۵۴ ف

بہ نفاذ ان اختیارات کے جو تحت دفعہ ۳ ضمن (۱) فقرہ (ج) دستور العمل انسداد ذخیرہ بندی و نفع اندوزی بابتہ ۱۳۵۳ ف صدر اعظم بہادر باجلاس باب حکومت کو حاصل ہیں ان انتہائی قیمتوں کا تعین کیا جاتا ہے جن پر کوئی تاجر کسی شئے مصرحہ خانہ (۱) ضمیمہ منسلک اعلان ہذا کو فروخت کر سکے گا۔

(۱) درآمد کنندہ کسی تھوک فروش کو فروخت کرنے کی صورت میں انتہائی قیمت مندرجہ خانہ ۲ متعلق ہوگی۔

(۲) دیگر صورتوں میں جب کہ شئے کسی تاجر کو فروخت کی جائے تو انتہائی قیمت مندرجہ خانہ تین متعلق ہوگی۔

(۳) دیگر صورتوں میں انتہائی قیمت مندرجہ خانہ ۴ متعلق ہوگی۔

مگر شرط یہ ہے کہ

(الف) ایسی شئے کسی تاجر کو اصلی کس کے سوائے کسی اور کس میں فروخت کئے جانے کی صورت میں فروخت کنندہ مجاز ہوگا کہ انتہائی قیمت میں اس کے ادا کردہ حقیقی اخراجات پیکنگ کا اضافہ کرے۔

(ب) شئے مذکور فروخت کنندہ کے مقام تجارت یا گودام کے سوائے کسی اور مقام پر حوالہ کئے جانے کی صورت میں فروخت کنندہ انتہائی قیمت میں مزید اضافہ کر سکے گا جس کی مقدار حقیقی اخراجات حمل و نقل سے متجاوز نہ ہو سکے گی جو ایسے مقام یا گودام سے مقام حوالگی تک عاید ہوتے ہوں۔

تصریح	قیمت فی درجن گز جس پر درآمد کنندہ تھوک فروش تاجر کو فروخت کر سکے گا۔			دیگر صورتوں میں قیمت تھوک فروشی فی درجن گز			قیمت چلر فروشی فی عدد		
۱	۲			۳			۴		
	روپیہ	آنہ	پائی	روپیہ	آنہ	پائی	روپیہ	آنہ	پائی
بیورڈی طلب ٹاپ نمبر (۱۶۱) ۲'۵ وولٹ۔ اور نمبر (۱۶۲) ۰'۳ وولٹ	۳	۶	۰	۲	۱۳	۲	۰	۶	۴
ایوریڈی بلب ٹاپ نمبر (۱۶۳) وولٹ	۳	۱۵	۱۰	۲	۸	۳	۰	۹	۱۰
ویسٹنگ ہاوز بلب ۲'۵ وولٹ اور ۰'۳ وولٹ	۳	۶	۰	۲	۱۳	۲	۰	۶	۴
ویسٹنگ ہاوز بلب ۲'۶ وولٹ	۳	۱۵	۱۰	۲	۸	۲	۰	۹	۱۰

منجانب معتمد رسد

احمدیہ پریس چار مینار میں طبع ہوکر دفتر مملکت ساکچہ توپ سے شائع ہوا۔